روح اللہ
والتی احصنت فرجها فنفخنا
فیها من روحنا وجعلنا
ها وابنها آیة للعالمین
سورۃ الانبیاء
”اور سچائی سے واقف ہوگے،
اور سچائی تُم کو آزاد کریگی“

رُوح اللہ

تعارف

میں سعودی عرب کے شاہ فہد، اِسلامک فاؤنڈیشن اور اُن تمام حضرات کا نہایت ممنون ہوں جنہوں نے یہ بیڑا اُٹھایا کہ قرآنِ حکیم کے عربی متن کا دُنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ کیا جائے۔ میں بہت خوش ہوں کہ اب میں قرآن حکیم کو اپنی مادری زبان میں پڑھ سکتا ہوں۔ دُنیا بھر میں بیس فیصد سے بھی کم ایسے مسلمان ہیں جو عربی میں قرآن پڑھ سکتے ہیں۔ جبکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو قرآن کو عربی زبان میں نہیں سمجھ پاتے۔ اِس وجہ سے اُنہیں دوسروں کی مدد درکار ہوتی ہے کہ

وہ اُنہیں قرآن کا پیغام سمجھا سکیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ قرآن کے پیغام کو کسی دوسرے کی زبانی سُنتے ہیں۔ شاہ فہد کا بہت شکریہ کہ اب لوگ دوسروں کے محتاج نہیں رہے۔

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آپ اُس کی طرف سے دیئے گئے پیغام کو سمجھیں لیکن اگر آپ واضح طور پر سمجھتے نہیں تو آپ اُس پیغام کی فرمانبرداری کیسے کریں گے؟۔ حضرتِ محمد ﷺ سے قبل مسلمان لوگ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے اُن ہی کی زبان میں کلام کیا تھا۔ ذیل میں پیش کی گئی کہانی اللہ تعالیٰ کے پیغام کے سمجھنے کی اہمیت کی ایک بہترین مثال پیش کرتی ہے۔

ہندوستان میں سعودی عرب کی ملبوسات کی کمپنی کے مالک نے اپنی فیکٹری کے کارندوں کے نام ایک خط لکھا جو عربی زبان میں تھا۔ اس

خط میں اُس نے ہدایت دی کہ اب سُرخ رنگ کی قمیضیں بنانے کے بجائے پیلی قمیضیں بنانا شروع کردیں۔ اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ محنت سے کام کریں گے تو مہینے کے اختتام پر آپ کو کچھ بخشیش بھی ملے گی۔ اس فیکٹری کا عربی مالک نہ تو اُردو بول سکتا اور نہ ہی ہندی بول سکتا تھا۔ مالک کا تمام تر دارومدار اُس منیجر پر تھا جو عربی، اُردو اور ہندی تینوں زبانیں بول سکتا تھا۔

اس ہندوستانی منیجر نے فیکٹری کے کارندوں کے سامنے عربی میں یہ خط پڑھا اور پھر اُن کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ کارندے نہایت خوش تھے کہ مالک نے ہمارے نام خط لکھا ہے لیکن سُرخ قمیضیں بنانے کے بجائے پیلی قمیضیں بنانا شروع نہیں کیں کیونکہ اُنہوں نے اُس کی ہدایات کو سمجھا ہی نہیں تھا۔ جب فیکٹری کے مالک کو معلوم ہوا کہ ابھی تک میری فیکٹری میں سُرخ قمیضیں ہی بن رہی ہیں تو وہ منیجر اور کارندوں پر انتہائی

ناراض ہوا۔ چنانچہ اُس نے نیا منیجر اور نئے کارندے رکھنے کا پروگرام بنایا۔ اس فیکٹری کے عربی مالک نے ایسے ہی لوگ رکھنے کی ٹھانی جو اُس کی بات کو واضح طور پر مانتے ہوں اور اگر وہ اُس کا حکم مانیں گے تو وہ اُن سے خوش ہوگا اور اُن کو اچھا معاوضہ دیگا۔

اللہ کی طرف سے پیغام سے محروم نہ رہ جایئے۔ کسی دوسرے پر بھروسہ نہ کریں کہ وہ آپ کو اللہ کی طرف سے پیغام سُنائے گا بلکہ اپنی ہی زبان میں قرآنِ حکیم کا ترجمہ ڈھونڈیں اور مِل کر اس میں ایسا خزانہ ڈھونڈیں جو آپ کی زندگی کو یکسر بدل ڈالے۔

سچّا مسلمان

سورۃ ال عمران ۳:۴۲-۵۵

جب میں اپنی مادری زبان میں قرآنِ حکیم پڑھ رہا تھا تو ایک ایسے حوالے پر آیا جس نے میرے دِل کو اُمید سے بھر دیا۔ جب آپ سورۃ ال عمران ۳:۴۲-۵۵ میں پائی گئی سچائی کو جان لیتے ہیں تو پھر اس اُمید کا آپ بھی اپنی زندگی میں تجربہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ جان کر میں انتہائی افسردہ ہوتا ہوں کہ ہر کسی کی سچائی کو دیکھنے کی آنکھیں نہیں ہیں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دِل کی آنکھیں روشن فرمائے تا کہ اس سچائی کو جان سکیں۔

سورۃ المائدہ ۵: ۸۳ میں ہم پڑھتے ہیں "اور جب وہ اُس کو سُنتے ہیں جو اس رسول پر اُتارا گیا تو دیکھتا ہے جس قدر حق اُنہوں نے پہچان لیا ہے اُس کی وجہ سے اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ پڑتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رَبّ ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمارا نام گواہوں کیساتھ لکھ لے"۔

اس آیت میں "وہ" کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ کون ہیں جو اللہ کی طرف سے سچائی کو پہچان جاتے ہیں؟ اس سوال کا جواب ہمیں سورۃ ال عمران میں ملے گا۔

میں نے سورۃ ال عمران ۳: ۴۲-۵۵ کو کئی بار پڑھا ہے۔ جیسا کہ میں نے اس حوالے کے پڑھنے پر پہلی دفعہ خوشی محسوس کی ایسی ہی خوشی ہر بار پڑھنے میں محسوس کی۔ جو سچائی مجھے دریافت ہوئی وہ کوئی نئی نہیں ہے۔ تاریخ میں کئی لوگوں نے یہی سچائی دریافت کی

کیونکہ اُن کی آنکھیں بھی اس سچائی کیلئے کھل گئی تھیں۔ ہر روز سینکڑوں مسلمان بھائیوں کی آنکھیں سورۃ ال عمران ۳:۴۲-۵۵ کی تلاوت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کُھل رہی ہیں۔ وہ جوان سچائیوں کو سمجھ لیتے ہیں وہ اپنے آپ کو ''سچا'' یا ''مکمل'' مسلمان کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بہت سے مسلمانوں سے سورۃ ال عمران ۳:۴۲-۵۵ سے خوابوں کے ذریعہ کلام کرنے میں سچائی کی تصدیق کر رہا ہے۔ حال ہی میں تقریباً ۶۰۰ چھ سو ایسے ''سچے مسلمانوں'' کے خیالات معلوم کیئے گئے۔ اِن چھ سو ۶۰۰ میں سے ۱۵۰، ایک سو پچاس ایسے تھے جنہوں نے کہا کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کا کوئی پیغمبر ہم پر ظاہر ہوا اور سورۃ ال عمران ۳:۴۲-۵۵ میں پائی جانے والی سچائی کی تصدیق کی اور یوں ہم سچے مسلمان بن گئے۔

ان میں سے کچھ "سچے مسلمانوں" نے حضرتِ محمد ﷺ کو خواب میں اس کتابچے میں پائی جانے والی سچائی کی تصدیق کرتے ہوئے دیکھا۔ مقدس کُتب میں سے ایک (قبل از قرآن لکھی جانے والی آسمانی کتب میں سے ایک) کی ایک آیت میں یوں لکھا ہے "تُم سچائی کو جانو گے اور سچائی تمہیں آزاد کرے گی" کیا آپ اُس سچائی کو جاننا چاہتے ہیں تا کہ آپ آزاد ہوں؟ براہ مہربانی قرآنِ حکیم سے اپنے لیئے سورۃ ال عمران ۳:۴۲-۵۵ کا خوبصورت حوالہ آیت بہ آیت تلاوت کریں۔ اس کتابچے میں ہر آیت کی تفسیر میں نے آیت کے ساتھ ہی کر دی ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ کرے کہ آپ کی رُوحانی آنکھیں کُھل جائیں تا کہ اس سچائی کو سمجھ پائیں اور سچے مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

سورۃ ال عمران ۳: ۴۲-۵۵

تفسیر کے ساتھ

۳: ۴۲ "اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریمؑ اللہ نے یقیناً تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک کیا ہے اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلہ میں تجھے چُن لیا ہے"

۳: ۴۳ "اے مریمؑ فرمانبرداری کر واسطے اپنے پروردگار کے اور رکوع کرنے والوں کیساتھ مِل کر رکوع کر"۔

انجیل شریف کے الہام ہونے سے پیشتر ۴۰۰، چار سو سال کا عرصہ ایسا گزرا کہ اس دوران اہلِ کتاب کے پاس کلام اللہ لے کر کوئی بھی نبی نہیں آیا۔ اللہ کے لوگ مایوسی اور نااُمیدی کی

دلدل کی تہہ میں اُتر گئے تھے۔

دُنیا کی تاریخ کے اس تاریک لمحے میں اللہ تعالیٰ نے ایک انتہائی غیر معمولی کام کیا۔ اُس نے جبرائیل فرشتہ کے ذریعہ ایک نوجوان کنواری بنام مریمؔ سے کلام کیا۔ فرشتہ نے اُسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک خاص کام کیلئے چُن لیا ہے۔ لیکن پہلے مریمؔ کو سچی مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنی بلاہٹ کی تصدیق کرنا تھا۔ اُسے کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مکمل طور پر فرمانبردار بن جائے۔

۳:۴۴ ''یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم تُجھ پر وحی کرتے ہیں اور جب وہ اپنے قلموں کو قرعہ کے طور پر پھینکتے تھے کہ اُن میں سے کون مریمؔ کی خبر گیری کرے تو تُو اُن کے پاس نہ تھا اور نہ ہی تُو اُن کے پاس اُس وقت تھا جب وہ باہم

اختلاف کرتے تھے"۔

آیت ۴۴، کے پیچھے جو کہانی ہے وہ واضح نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ کچھ مذہبی رہنماؤں نے کئی کنواروں کو بلایا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو اُنہوں نے قرعہ ڈالا کہ اُن میں سے کون اللہ کی طرف سے اس اہم منصب کیلئے چنا جاتا ہے کہ وہ مریمؑ اور اُس کے بچے کی کفالت کرے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ یوسفؑ حضرت مریمؑ کے شوہر بن گئے۔

آسمان پر جو عجیب خوشی منائی جا رہی تھی اس کا قرآن حکیم میں ہم کسی اور جگہ ذکر نہیں پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ جہان کیلئے کوئی عجیب کام کرنے کو تھا۔ ایک ایسا کام جو اس سے قبل کبھی نہیں ہوا۔

۴۵:۳ "اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب فرشتوں نے یہ کہا کہ اے

مریمؑ بے شک اللہ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہو گا۔ اُس کا نام مسیح عیسیٰ ابنِ مریمؑ ہو گا۔ دُنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہو گا اور اللہ کے مقربین میں سے ہو گا"۔

آیت ۴۵ میں مریمؑ کیلئے ایک اعلان ہے کہ اُنہیں چُن لیا گیا کہ اللہ کے نبی حضرتِ عیسیٰ کی ولادت اُن سے ہو۔ ساری دُنیا کے مسلمان حضرتِ عیسیٰ کو دو القاب سے جانتے ہیں۔ وہ "عیسیٰ کلمۃ اللہ" (عیسیٰ اللہ کا کلام) اور "عیسیٰ رُوح اللہ" (عیسیٰ اللہ کا رُوح) ہیں۔ مسلمان حضرتِ عیسیٰ کو اِن دو ناموں سے کیوں پکارتے ہیں؟۔

اس سوال کا جواب سورۃ ال عمران ۳:۴۵ اور سورۃ الانبیاء ۲۱:۹۱ میں ہمیں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا کلام مریمؑ میں ڈالوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا "کلام" کون یا کیا ہے؟۔ اس بات کو بہتر طور پر سمجھنے

کیلئے بہتر ہو گا کہ سورۃ الانبیاء ۹۱:۲۱ پڑھ لی جائے۔ "اور اس عورت (مریمؑ) کو بھی (یاد کرو) جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی پس ہم نے اس پر اپنا کچھ کلام نازل کیا اور اس کو اور اس کے بیٹے کو دُنیا کیلئے نشان بنایا"۔ ہم حضرت، عیسیٰ کو "عیسیٰ کلمۃ اللہ" اور "عیسیٰ رُوح اللہ" کی حیثیت سے کیوں جانتے ہیں؟ قرآنِ حکیم اس بات کو واضح کرتا ہے کہ عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور رُوح ہیں۔ کسی اور نبی اور پیغمبر کے ایسے نام یا القاب نہیں ہیں۔

اللہ کا "کلام" اور "رُوح" مریمؑ کے اندر رکھا گیا اور وہ زندہ بچے کی صورت میں ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ سے فرمایا کہ اس بچے کا نام عیسیٰ المسیح (یسوع ہی مسیحا ہے) رکھنا۔ المسیح کے معنیٰ "مسح شدہ یا وعدہ کیا ہوا" کے ہیں۔ حضرتِ عیسیٰ کی ولادت سے ۷۵۸ برس پیشتر حضرتِ یسعیاہؑ نے لکھا"......دیکھو

ایک کنواری حاملہ ہو گی اور...... اُس کا نام ''عمانوایلؔ'' ہو گا'' (یسعیاہ ۷:۱۴)۔ ''عمانوایلؔ'' عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ہیں ''اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

حضرتِ عیسیٰ نہ صرف زمین پر بلکہ آسمان پر بھی سب لوگوں کی طرف سے عزت پائینگے اور وہ اللہ کے انتہائی قریبی لوگوں میں سے ہونگے۔ قرآنِ حکیم حضرتِ عیسیٰ المسیح کی بڑی خوبصورت تصویر ہمارے لیئے پیش کرتا ہے۔ وہ کلمتہ اللہ (کلام) اور رُوح اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا ''رُوح'' المسیح ہیں۔ وہ وعدہ کیئے ہوئے اور مسح شدہ ہیں'' اور (سب) قوموں کیلیے نشان ہیں'' (سورۃ الانبیاء ۲۱:۹۱)۔ جب ہم ایسی جگہ جانا چاہیں جہاں پہلے کبھی نہیں گئے تو ہم اپنی رہنمائی کیلیے کوئی نشان ڈھونڈ تے ہیں۔ اگر ہم حضرتِ عیسیٰ کے پیچھے چلیں تو ہم کہاں جائینگے؟

۳:۴۶ ""اور گہوارہ میں آدمیوں سے کلام کرینگے اور بڑی عمر میں اور نیک لوگوں میں سے ہونگے""۔

حضرتِ عیسیٰ المسیح کی ولادت ساری دُنیا کیلئے پیغام ہوگی اور اُسی کو واحد راستباز ہونا تھا۔ حضرتِ عیسیٰ کیسے راستباز تھے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ مریم کو سورۃ مریم ۱۹:۱۹ میں کہا کہ عیسیٰ ""بے عیب بیٹا"" ہونگے۔ انجیل شریف ہمیں بتاتی ہے کہ حضرتِ عیسیٰ نے کبھی کِسی کا خون نہیں کیا۔ وہ زردوست بھی نہیں تھے۔ آپ نے شادی بھی نہیں کی۔ آپ نے رُوحانی رہنماؤں میں جو رُوحانی بگاڑ تھا اُس کے برخلاف آواز اُٹھائی۔ آپ نے ہر روز دُعا کی اور چالیس دِن اور رات کا روزہ بھی رکھا جس میں آپ نے کُچھ بھی نہیں کھایا۔ آپ نے ہمیں تعلیم دی کہ اپنے دُشمنوں سے محبت رکھو۔ اگر حضرتِ عیسیٰ نے کبھی کوئی گناہ کیا ہوتا تو وہ

کلمتہ اللہ اور رُوح اللہ بھی نہیں ہو سکتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کے پاس آسمان پر بھی نہیں جا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ عیسیٰ کے وسیلہ سے بتاتا ہے کہ ایک "سچے مسلمان" کو اپنی زندگی کیسے بسر کرنا چاہیئے۔ اگر ہم حضرتِ عیسیٰ کی طرح اپنی زندگی گزاریں تو یہ دُنیا جنت کی نظیر ہو جائے گی۔

۳:۴۷ "حضرت مریمؑ بولیں اے میرے پروردگار میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ویسے ہی بلا مرد کے ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں۔ جب کسی چیز کو وہ پورا کرنا چاہتے ہیں تو اُس کو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے جو خبر حضرتِ مریمؑ کو سُنائی اُس کے سبب سے وہ چونک گئیں۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا "مجھ سے بچہ کیسے پیدا ہو

سکتا ہے جبکہ میں غیر شادی شدہ ہوں اور کسی مرد نے مجھے چھوا تک نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت، مریمؑ کیساتھ بڑے مشفقانہ انداز میں بات کر رہا تھا۔ اُس نے حضرتِ مریمؑ سے فرمایا ''میں اللہ ہوں۔ میں جو کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اُس کا کرنا میرے لیئے نہایت آسان ہے''۔

یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اتفاقیہ طور پر کُچھ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جو کُچھ بھی کرتا ہے وہ اُس کے کامل منصوبے کے مطابق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ عیسیٰ کو بن باپ کے کیوں پیدا کیا؟ کیا کوئی اور نبی بن باپ کے پیدا ہوا؟ یہ واقعہ باقی مسلمانوں کیلیئے کیا حیثیت رکھتا ہے؟

ان سوالات کے جوابات دیکھنے کیلیئے ضروری ہے کہ ہم حضرتِ آدمؑ کی زندگی پر غور کریں۔ سورۃ ال عمران ۳:۵۹ میں قرآنِ حکیم

کہتا ہے کہ عیسیٰ کا حال آدم جیسا ہے۔ دونوں ایک جیسے تھے کیونکہ دونوں کا کوئی جسمانی باپ نہیں تھا۔ اللہ کی نافرمانی کرنے سے پیشتر آدمؑ باغ (جنت) میں اللہ تعالیٰ کیساتھ چلتا تھا۔ چونکہ حضرتِ آدمؑ کی زندگی میں حضرتِ عیسیٰ کی طرح کوئی گناہ نہیں تھا جس سبب سے وہ قُربِ اِلٰہی میں ہمیشہ کیلئے رہ سکتے اور اللہ تعالیٰ کیساتھ بات کر سکتے تھے۔ شروع میں تو حضرتِ آدمؑ راستباز اور پاک تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایسا ہی بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن میں اپنا مقدّس رُوح پھونکا تھا۔ لیکن جب حضرتِ آدمؑ نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اُس کے بعد حضرتِ آدمؑ ناراست ٹھہرے اور آئندہ کیلئے وہ باغ (جنت) میں اللہ تعالیٰ کیساتھ رفاقت میں نہ رہ سکے۔

قرآنِ حکیم میں سورۃ الطٰہٰ ۲۰:۲۱، پڑھیں ''اُنہوں (حضرتِ

آدمؔ وحواؔ) نے اس پھل سے کھایا تو ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کُھل گئے اور دونوں اپنے اوپر جنت کے درختوں کے پتے چپکانے لگے اور حضرتِ آدمؔ سے اپنے ربّ کا قصور ہوگیا اور اُن کی فطرت میں گناہ آگیا"۔

یقیناً ہم سب ماسوا ایک کے اولادِ آدمؔ ہیں۔ وہ ایک حضرتِ عیسیٰ المسیح ہیں۔ سیب کے درخت کیساتھ سیب ہی کا پھل لگتا ہے۔ کیا کسی سیب کے درخت کیساتھ مالٹے لگ سکتے ہیں؟ سب انسان حضرتِ آدمؔ ہی کے خاندان میں پیدا ہوئے اور حضرتِ آدمؔ کی فطرت اُن میں موجود ہے۔ حضرتِ آدمؔ کے گناہ کی لعنت اُن کی نسل میں منتقل ہو رہی ہے۔ حضرتِ عیسیٰ ہی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ آپ سے اس لیئے گناہ نہیں ہوا کیونکہ آپ نسلِ آدم نہیں ہیں۔ اسی سبب سے حضرتِ آدمؔ کی گناہ

آلودہ فطرت آپ میں نہیں ہے۔

اب کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میں کیونکہ قرآنِ حکیم پڑھنا پسند کرتا ہوں؟ کیونکہ یہ ہمیں دِکھاتا ہے کہ حضرتِ عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا کلام اور رُوح ہیں اور وہی وعدہ کیئے ہوئے اور مسح شدہ ہیں اور آپ بے گناہ ہیں۔ اس سب کچھ کی وجہ سے میں انتہائی خوش ہوں لیکن ذرا ٹھہرئے! ابھی اور بھی ہے۔

۴۸:۳ ''اور وہ (اللہ) اُن کو تعلیم دینگے اور حکمت کی باتیں سکھائینگے اور بالخصوص تورات اور انجیل'' (خوشخبری)۔

اللہ نے مقدّس کُتب کی حضرتِ عیسیٰ کو تعلیم دی۔ سچا مسلمان وہ ہے جو اِن چاروں کُتب یعنی تورات، زبور، انجیل اور قرآنِ حکیم کو پڑھتا اور سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ محمد ﷺ کو ہدایت فرمائی کہ کِسی بھی آسمانی پیغام سے متعلق اُن کا کوئی سوال ہو جس کا وہ جواب

چاہتے ہوں تو اُن سے پوچھیں جو اہلِ کتاب ہیں۔ یہ وہ کتب ہیں جو قرآن سے پہلے لکھی گئی ہیں۔

سورۃ یونس ۱۰:۹۴ میں لکھا ہے ''اگر آپ (محمد ﷺ) اس کی طرف سے شک میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ اُن لوگوں سے پوچھ لیجئے جو آپ سے پہلے کی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ بے شک آپ کے پاس آپ کے رَبّ کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے۔ لہٰذا آپ ہر گز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں''۔

میں نے تورات، زبور اور انجیل شریف کو پڑھا ہے۔ اِن کتب کا براہ راست اصل زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے اور یہ قابلِ اعتبار ہیں۔ میرے ایک دوست نے کہا کہ جب میں کتب سابقہ پڑھتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے کہ اب میں صحیح اور سچا مسلمان

ہوں۔ ایسی گائے جس کی صرف ایک ٹانگ ہو کھڑی نہیں رہ سکتی لیکن جب وہ چاروں ٹانگوں پر کھڑی ہوتی ہے۔ ایک سچا مسلمان یہ چاروں کتب پڑھتا ہے۔

سورۃ النساء ۴:۱۳۶ ''اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کیساتھ اور اُس کے رسول کیساتھ اور اُس کتاب کیساتھ جو اُس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کیساتھ جو کہ پہلے نازل ہو گئی ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں کا اور اُس کے رسولوں اور روزِ قیامت کا وہ شخص گمراہی میں بڑا دور جا پڑا''۔

کیا وہ ''پہلے کی کتابیں'' تبدیل ہو گئی ہیں؟

قرآنِ حکیم کہتا ہے ''نہیں'' کیا اللہ تعالیٰ اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ اپنے کلام کی حفاظت کرے؟۔

قرآن میں سورۃ الانعام ۶: ۱۱۵-۱۱۶، پڑھیں۔ کیا اللہ کے سوا میں کوئی اور فیصلہ کرنے والا ڈھونڈوں؟ حالانکہ اُس نے تُم پر کُھلی کتاب اُتاری ہے اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ سچائی کیساتھ تیرے رَبّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے پس تُو جھگڑا کرنے والوں میں سے نہ بن۔ اور تیرے رَبّ کی بات حق اور انصاف کیساتھ پوری ہو کر رہے گی۔ اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سُننے والا اور خوب جاننے والا ہے"۔

اللہ کے کلام کو کوئی بھی بدل نہیں سکتا۔ اگر آپ سے کوئی کہتا ہے کہ "کُتبِ سابقہ" تبدیل ہو چکی ہیں تو اُس سے پوچھیئے۔ "اُنہیں کِس نے تبدیل کیا اور وہ کب تبدیل ہوئی ہیں"۔ پھر اُس سے پوچھیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو قرآنِ حکیم جو انجیل شریف کے بھی ۶۰۰ چھ سو سال بعد لکھا گیا ہمیں ایسا کیوں نہیں بتاتا کہ انجیل

شریف بدل چکی ہے؟۔

اب سورۃ ال عمران ۴۹:۳ پڑھیں ''اور اُن (عیسیٰ) کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے (یہ کہنے کے لیئے کہ) میں تُم لوگوں کے پاس اپنی نبوّت کی کافی دلیل لے کر آیا ہوں اور یہ ہے کہ میں تُم لوگوں کیلئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسی پرندہ کی شکل ہوتی ہے۔ اور پھر اُس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ جاندار پرندہ بن جاتا ہے اور خدا کے حکم سے میں اچھا کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور ابرص کے بیمار کو اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اور جو کچھ تُم کھاؤ گے اور جو کُچھ تُم اپنے گھروں میں جمع کرو گے اُس کی تمہیں خبر دونگا اگر تُم مومن ہو تو اس میں تمہارے لیئے ایک نشان ہوگا''۔

جب میں نے حضرتِ عیسیٰ کے متعلق پہلی بار یہ کہانی سُنی کہ وہ گارے سے پرندے بناتے اور اُنہیں زندہ کر دیتے تھے تو میں نے

اُس کہانی کے بارے میں سوچا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے بھی حضرتِ
آدم کو کیسے زمین کی خاک سے خلق فرمایا تھا۔ قرآنِ حکیم کی اس
آیت نمبر ۴۹، کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرتِ عیسیٰ کو یہ اختیار دیا
تھا کہ وہ زندگی دینے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اختیار سے
حضرتِ عیسیٰ نے کوڑھیوں، لنگڑوں اور اندھوں کو شِفا بخشی اور
یہاں تک کہ مُردوں کو بھی جلایا۔

اس آیت کے پڑھنے کے بعد میری رُوح ایک بار پھر اُمید سے بھر
گئی۔ حضرتِ عیسیٰ کو موت اور زندگی پر اختیار دیا گیا تھا۔ موت پر
اختیار ہونا بڑا حیران کُن ہے۔ پہلے میں سوچتا تھا کہ موت دُنیا میں
میرا سب سے بڑا دُشمن ہے۔ لیکن اب قرآن سے مجھے پتہ چلتا ہے
کہ حضرتِ عیسیٰ کو موت پر اختیار دیا گیا ہے۔ دُنیا کسی ایسے کی منتظر تھی
جو ہمارے سب سے بڑے اور آخری دُشمن یعنی موت کو فتح

کرے۔ اگر حضرتِ عیسیٰ کو موت و حیات پر اختیار حاصل ہے تو وہ ہمارے لیئے کیا کر سکتے ہیں؟

۳:۵۰ "اور جو مجھ سے پہلے ہے یعنی توراۃ اس کو پورا کرنے والا ہوں اور اس لیئے کہ بعض ایسی چیزیں جو تمہارے لیئے حرام قرار دی گئی تھیں تمہارے لیئے حلال کردوں اور میں تمہارے پاس تمہارے رَبّ کی طرف سے ایک نشان لے کر آیا ہوں۔ اس لیئے تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو"۔

حضرتِ عیسیٰ نے فرمایا کہ انبیاء نے کتب سابقہ میں جو کچھ میری بابت کہا میری زندگی اُس کی تصدیق کرتی ہے۔ قدیم انبیاء نے حضرتِ عیسیٰ المسیح سے متعلق بہت کچھ کہا۔ جب میں کُتبِ سابقہ کا مطالعہ کرتا ہوں جو کہ اپنی اصل زبان سے ترجمہ ہوئیں تو اُن میں ۳۰۰ تین سو سے زائد ایسی پیشینگوئیاں (نبوتیں) ہیں جو حضرتِ

عیسیٰ کے متعلق ہیں۔

سورۃ ال عمران ۳:۵۰، میں حضرتِ عیسیٰ ہمیں بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ (حضرتِ عیسیٰ) کی فرمانبرداری کریں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ دِکھانے کیلئے کہ میں تیرا بہت احترام کرتا ہوں ضروری ہے کہ آپ حضرتِ عیسیٰ کی فرمانبرداری کریں۔ حضرتِ عیسیٰ کا واحد حکم جو ہمیں قرآن حکیم میں مِلتا ہے وہ یہاں ۳:۵۰، میں ہمیں مِلتا ہے۔ حکم واضح ہے " میری (حضرتِ عیسیٰ) فرمانبرداری کرو"۔ بعد میں آپ دیکھیں گے کہ جو حضرتِ عیسیٰ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں اُن سے ایک بہت بڑا وعدہ کیا گیا ہے۔

اگر ہم حضرتِ عیسیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ احکام ہمیں کہاں سے ملیں گے؟ یہ احکام ہمیں انجیل شریف میں ملیں

گے۔ جب تک آپ یہ نہ جانیں کہ اُس نے آپ کو کیا احکام دیئے ہیں اُس وقت تک آپ اللہ تعالیٰ اور حضرتِ عیسیٰ کی فرمانبرداری کیسے کرینگے؟ ضروری ہے کہ آپ جانیں کہ انجیل شریف کیا کہتی ہے تاکہ آپ جان سکیں کہ حضرتِ عیسیٰ کی فرمانبرداری کیسے کی جائے۔ بالکل وہی انجیل شریف جو حضرتِ محمد ﷺ استعمال فرماتے تھے وہ آج بھی میسّر ہے۔ جب آپ کے پاس انجیلِ مقدّس ہو تو دیکھیں کہ کیا اس انجیل شریف کا واقعی اُس یونانی متن سے ترجمہ ہوا ہے جس زبان میں اصل میں یہ انجیل شریف پہلی صدی عیسوی میں لکھی گئی تھی۔

۳:۵۱ ”بے شک اللہ تعالیٰ میرے بھی رَبّ ہیں اور تمہارے بھی رَبّ ہیں۔ پس تُم لوگ اُس کی عبادت کرو کیونکہ یہی سیدھا راستہ ہے“۔

کوئی بھی راستہ یا سڑک ہمیشہ ہمیں کسی مقام یا کسی شخص کی طرف لے جاتا ہے۔ اس آیت میں جو صراطِ مستقیم (طریقہ) بیان ہوا ہے وہ ایسا راستہ ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جانیوالا یہی سیدھا اور براہ راست راستہ ہے۔ اس راستے پر نہ تو کوئی موڑ اور نہ ہی کوئی متبادل راستہ ہے۔ یہ سیدھا راستہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ راستہ ہماری منزل یعنی آسمان پر پہنچاتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے اس راستے پر کون چل سکتا ہے؟

کیا کبھی آپ نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سُنا ''اگر میں بہت سے نیک کام کرونگا تو میرے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے اپنی قربت نصیب کریگا''۔ جو شخص ایسا کہتا ہے وہ اندھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کی توہین کر رہا ہے۔ آپ خواہ کتنے ہی نیک

کام کیوں نہ کریں آپ اس حقیقت سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے
کہ آپ کی زندگی میں بھی ایسے لمحات آئے جب آپ نے بھی
اللہ تعالٰی کی نافرمانی کی۔

اللہ تعالٰی سو فیصد پاک ہے جس کی وجہ سے اُس کی حضوری میں کوئی
گناہ نہیں آ سکتا۔یاد رکھیں کہ حضرتِ آدم اللہ تعالٰی کی حضوری سے
صرف ایک ہی گناہ کے سبب سے خارج کر دیئے گئے تھے۔
۹۹.۹۹، فیصد پاک لوگ بھی اللہ تعالٰی کی حضوری میں نہیں جا
سکتے۔حقیقت تو یہ ہے کہ
۹۹.۹۹، فیصد پاکیزگی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی کیونکہ پاکیزگی
ہمیشہ ۱۰۰، فیصد ہی ہوتی ہے۔صرف وہی جن کے گناہ اُن سے دور کر
دیئے گئے ہوں وہی لوگ اللہ تعالٰی کی حضوری میں جا سکتے ہیں۔یہ
ہمارے لیئے افسوسناک خبر ہے کیونکہ ہم سب نے گناہ کیا

ہے۔ ہماری واحد اُمید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیئے ایسی راہ تیار کرے تا کہ ہم اپنے گناہوں اور گناہ آلودہ فطرت سے مکمل طور پر پاک ہو جائیں۔

۵۲:۳ لیکن جب حضرتِ عیسیٰ کو اُن کی بے اعتقادی سے متعلق معلوم ہوا تو اُنہوں نے کہا "کیا کوئی ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کیلیے میرے مددگار ہوں؟ شاگرد (حوارین) بولے کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ اس کے گواہ رہیئے کہ ہم مسلمان (تابع فرمان) ہیں"۔

۵۳:۳ "اے ہمارے رَبّ ہم ایمان لائے اُس پر جو تُو نے نازل فرمایا اور پیروی اختیار کی ہم نے تیرے بھیجے (عیسیٰ) ہوئے کی۔ لہٰذا ہمیں اُن لوگوں کیساتھ لکھ لیجیے جو تصدیق (سچائی کی) کرتے ہیں"۔

ایسا ہونے کے لیئے کہ سارے جہاں کے لوگ اللہ ہی کی تعظیم کریں حضرتِ عیسیٰ نے کُچھ مددگار بلائے۔ ایسے لوگوں کی ایک جماعت سامنے آئی جنہوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہوئے اور ہم آپ (عیسیٰ) کی مدد کرینگے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے پیغام پر اور اُس کے بھیجے ہوئے پیامبر (عیسیٰ) پر ایمان لاتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کے مطابق حضرتِ عیسیٰ کے پیروکار مسلمان ہیں۔

قرآنِ حکیم میں یہ کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ حضرتِ عیسیٰ کی پیروی کرنے کیلیئے اُن کے حواریوں نے اپنی اپنی ذمہ داریوں سے ہاتھ دھو لیئے۔ قرآنِ حکیم یہ بھی نہیں کہتا کہ ایک نبی آکر کسی دوسرے نبی کے اختیار کو منسوخ کر دیتا ہے۔

۳:۵۴ "اور اُن (بے ایمان) لوگوں نے خفیہ تدبیر کی (کہ عیسیٰ کو مار دیں) اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر تیار کی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں

کرنے والوں سے اچھے ہیں"۔

شیطان سچ سے نفرت کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بنانے کیلئے وہ جو کُچھ کر سکتا ہے کریگا تا کہ لوگ سچائی کو نہ جان سکیں۔ آپ کِتنے عرصہ سے قرآنِ حکیم پڑھ رہے ہیں اور ابھی تک آپ سورۃ ال عمران ۳:۴۲-۵۵ نہیں سمجھ پائے۔ شیطان کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ آپ قرآنِ حکیم پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں لیکن جب آپ قرآنِ حکیم سمجھ کر پڑھتے ہیں تو اس سے اُسے ضرور سروکار ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کو جیتنے نہیں دیگا۔ سارے جہان کے لوگوں تک اس سچائی کے پہنچانے کا اُس کا اپنا ایک منصوبہ ہے۔

حضرتِ عیسیٰ کی موت کے دو منصوبے تھے۔ یہودی رہنماؤں کا منصوبہ یہ تھا کہ حضرتِ عیسیٰ کو مار ڈالیں اور اللہ تعالیٰ کا منصوبہ یہ تھا کہ حضرتِ عیسیٰ کی موت واقع ہو۔ کیا قرآنِ حکیم یہ کہتا ہے کہ حضرتِ

عیسیٰ کی موت واقع نہیں ہوئی ؟ جی نہیں! سورۃ النساء ۴: ۱۵۷ میں لکھا ہے کہ یہودی لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرتِ عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی اُنہیں مصلوب کیا۔ اس آیت میں یہ نہیں لکھا کہ یہودی کہتے ہیں کہ "حضرتِ عیسیٰ کی موت واقع نہیں ہوئی"۔ اس بات کو بھی ملحوظِ خاطر رکھیئے کہ یہودیوں کو یہ اجازت نہیں تھی کہ وہ کسی کو سزائے موت دیں۔ یہ کام صرف رُومیوں کا ہی تھا۔ لہٰذا حقیقت میں یہ یہودی نہیں بلکہ رُومی تھے جنہوں نے حضرتِ عیسیٰ کو سزائے موت دی۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ حضرتِ عیسیٰ کی موت واقع نہیں ہوئی تو پھر اگلی آیت پڑھیں۔

۳: ۵۵ "اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تُم کو وفات دینے والا اور فی الحال میں تُم کو اپنی طرف اُٹھائے لیتا ہوں اور میں تم کو منکرین سے پاک کرنے والا ہوں۔ جو لوگ تمہارا کہنا ماننے

والے ہیں اُنکو میں اُن لوگوں پر، جو تمہارے منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھنے والا ہوں۔ پھر سب کی واپسی میری ہی طرف ہو گی سو میں تمہارے درمیان اُن باتوں کا فیصلہ کر دوں گا جن میں تم باہم اختلاف کرتے ہو"۔

اپنے امام صاحب سے درخواست کریں کہ وہ آپ کیلئے آیت ۵۵ پڑھیں۔ جب وہ پڑھتے ہیں تو آپ بڑے غور سے سُنیئے گا۔ آپ سُنیں گے کہ اُنہوں نے لفظ "مُتَوَفِّيكَ" پڑھا ہے۔ یہ لفظ "تَوَفَّہ" سے نکلا ہے۔ اس لفظ کے معنیٰ "مر جانا" یا "کسی کو مار ڈالنا" کے ہیں۔ دو بار اس کا ترجمہ "سو جانا" ہوا ہے۔ قرآنِ حکیم میں لفظ "تَوَفَّہ" ۲۶ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ ۲۴ مرتبہ اس کا ترجمہ "مر جانا" یا "کسی کو مار ڈالنا" کے ہوئے ہیں۔ اس کا ترجمہ کبھی بھی "اُٹھا لینا" نہیں ہوا ہے۔ مترجمین کو محتاط ہونا ضروری ہے کہ جب وہ

قرآنِ حکیم کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کریں تو صحیح صحیح کریں۔

لہٰذا آیت ۵۵ کا درست ترجمہ ہونا چاہیئے کہ "جب اللہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تمہیں وفات دوں گا اور پھر میں تمہیں اپنی طرف اُٹھا لوں گا......"۔ سورۃ المریم ۱۹:۳۳ میں حضرتِ عیسیٰ اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔ مبارک تھا وہ دِن جس دِن میں پیدا ہوا، مبارک تھا وہ دِن جس دِن میں مر گیا اور مبارک تھا وہ دِن جس دِن میں جی اُٹھا"۔ "جی اُٹھنا" کے معنیٰ "مُردوں میں سے جلانا" ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کامل منصوبہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرتِ عیسیٰ کو موت کے حوالہ کیوں کیا؟ اس کا جواب میں بعد میں دونگا۔

اس وقت حضرتِ عیسیٰ کہاں ہیں؟ آیت ۵۵، اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی طرف اُٹھا لیا ہے۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ سو فیصد پاک ہے۔ اگر کِسی کو براہِ راست خدا

تک لایا جائے تو ضرور ہے ہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرح سو فیصد پاک ہو کیونکہ نہ تو کوئی بدی اور نہ ہی کوئی گنہگار شخص اللہ تعالیٰ کی حضوری میں جا سکتا ہے۔

حضرتِ عیسیٰ کی حیاتِ مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے:

☆ آپ حضرتِ آدمؑ کی گناہ آلودہ فطرت لے کر پیدا نہیں ہوئے۔

☆ پاک اور بے عیب زندگی گزاری۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کو موت وحیات پر اختیار بخشا ہے۔

☆ حضرتِ عیسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والی سیدھی راہ (طریقہ) پر چلے۔

☆ حضرتِ عیسیٰ اس وقت اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔

یہ وہ سچائی ہے جو ہمیں براہِ راست قرآنِ حکیم سے ملتی ہے اور جو سچا

مسلمان ہے وہ اس حقیقت کو سمجھتا ہے۔

اِنجیل شریف میں حضرتِ عیسیٰ نے اپنے بارے میں بڑا دلیرانہ بیان دیا ہے۔آپ نے فرمایا "راہ حق اور زندگی میں ہوں" (یوحنا ۱۴:۶)۔سورۃ ال عمران ۳:۴۲ - ۵۵،انجیل شریف کے ساتھ متفق ہے۔حضرتِ عیسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والی راہ جانتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی طرف جانے والے سیدھے راستے (طریقہ) پر چلے ہیں۔حضرتِ عیسیٰ حق ہیں کیونکہ وہ کلمتہ اللہ ہیں۔اللہ کا کلام ہمیشہ ہی سچ ہوتا ہے۔آپ زندگی ہیں کیونکہ آپ کو مُردوں کو جلانے کا اختیار دیا گیا ہے۔

آسمان پر جانے والی سیدھی راہ (طریقہ)

نابینا لوگوں کو سفر کرنے میں مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے جب تک سورۃ ال عمران ۳:۴۲-۵۵، نہیں پڑھی تھی میں نے محسوس کیا کہ روحانی اعتبار سے اندھا شخص ہوں۔ میری بُری اور گنہگار فطرت نے مجھے آسمان پر جانے والی سیدھی راہ (طریقہ) سے باز رکھا۔ مجھے کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی جو میری مدد کرے۔ مجھے کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی جو راہ جانتا ہو۔ میری طرح کا کوئی دوسرا اندھا شخص میری مدد نہیں کر سکتا تھا۔ اس شخص کیلئے ضروری تھا کہ وہ آسمان پر جانے والی سیدھی راہ (طریقہ) پر چلا ہو اور جس کا گھر آسمان ہو۔

کیا آسمان پر جانے کیلیئے حضرتِ عیسیٰ ہماری مدد کر سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ سورۃ ال عمران ۳: ۴۲-۵۵ اللہ کی طرف سے ہمارے لیئے ایک خاص پیغام ہے۔ یہ خوبصورت پیغام ایک ایسے نبی سے متعلق بتاتا ہے جو آسمان سے آیا، باقی انسانوں کی طرح زندگی گزاری اور پھر واپس اپنے گھر آسمان پر چلا گیا۔ ہاں میرا یہ ایمان ہے کہ حضرتِ عیسیٰ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔

اس کتابچے کے آغاز میں قرآنِ حکیم سے ایک آیت میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی اور پھر میں نے آپ سے ایک سوال پوچھا۔ اب وقت آگیا ہے کہ اُس سوال کا جواب دیا جائے۔

سورۃ المائدہ ۵:۸۳ ''اور وہ جب اُس کو سُنتے ہیں جو رسول کی طرف سے بھیجا گیا ہے تو آپ اُن کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی

دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ اُنہوں نے حق کو پہچان لیا، یوں کہتے ہیں
کہ اے ہمارے رَبّ ہم مسلمان ہو گئے، تُو ہم کو بھی اُن لوگوں میں
لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں"۔

میں نے سوال پوچھا "اس آیت میں "وہ" کون ہیں؟۔ جواب یہ
ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ کے پیروکار ہیں جنہیں پکے "سچے" اور مکمل
مسلمان کہا گیا ہے۔

آسمان پر جانے کیلئے آپ حضرتِ عیسیٰ کی پیروی کیسے کر سکتے ہیں

چونکہ اللہ تعالیٰ آپ سے پیار کرتا ہے اس لیئے وہ چاہتا ہے کہ جب آپ اس دُنیا سے کوچ کریں تو اُس کے ساتھ آسمانی مقاموں پر ہوں۔ لیکن آسمان پر جانے کیلئے ضروری ہے کہ آپ کے سارے گناہوں کی معافی ہو جائے۔ اس مسئلے کے حل کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک راہ تیار کی تا کہ ہم سب مکمل طور پر معافی پائیں اور گناہوں کی لعنت ہم سے دور کی جائے۔ اگر ہم قربانی کے اُس سلسلے کو قبول کریں تو حضرتِ آدم کے وقت سے ہم اپنے گناہوں سے معافی حاصل کر سکتے ہیں۔ جب انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو پھر وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ مرنے کے بعد براہِ راست آسمانی مقاموں

پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے۔

قربانی اُس سزا کی تصویر ہے جو ہمیں اپنے گناہوں کی وجہ سے مِلنا تھی۔ ایسے کمرۂ عدالت کے بارے میں سوچیں جہاں آپ جج یعنی مُنصف کے سامنے کھڑے ہیں۔ جج انصاف کرنے میں بہت ہی راست ہے جو بِکتا نہیں۔ آپ کے جُرم کی وجہ سے منصف آپ کو سزائے موت کا حکم سُناتا ہے۔ اگرچہ آپ مجرم ہیں تو بھی اللہ تعالیٰ کِسی دوسرے شخص کو موقع دیتا ہے جس نے کوئی جُرم نہیں کیا کہ وہ آپ کی سزا اپنے اوپر لے لے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے کہ وہ آپ کے گناہوں کی سزا کو دور کرے ایسے ہی ہے جیسا کہ وہ بے انصاف ہے۔ انصاف یہ ہے کہ ہر جُرم کی سزا ملے۔ آپ کو اپنے گناہوں کے سبب سے مرنا چاہیئے۔

عیدِ قربان سے متعلق ذرا سوچیئے ! سب سے پہلے ہمیں ایک بے عیب

جانور کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیمار یا کمزور جانور قربانی کیلئے موزوں
نہیں ہوتا۔ قربانی سے پہلے جتنا جلدی ہو ہمیں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنا
ہوتی ہے کہ "اے اللہ میں نے تیرے خلاف گناہ کیا جس سبب سے
میں مجرم ہوں۔ میں اس لائق ہوں کہ جب تک میں مر نہ جاؤں اُس
وقت تک میرا خون بہایا جائے۔ اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور بجائے اس
کے کہ میرا لہو بہے اس بے عیب جانور کا لہو قبول فرما"۔

حضرتِ آدمؑ سے لے کر حضرتِ عیسیٰؑ کے وقت تک لوگ قربانیاں
کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے قربانی کیلئے ہمیشہ سے جانور ہی کی
قربانی کا خون طلب نہیں کیا۔ حضرتِ ابراہیمؑ سے کہا گیا کہ وہ
اپنے وعدہ کیئے ہوئے فرزند کی قربانی کریں۔ آخری لمحے اللہ تعالیٰ
نے حضرتِ ابراہیمؑ کو روک دیا کہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی نہ
کریں۔ اللہ تعالیٰ محض حضرتِ ابراہیمؑ کی محبت اور اُن کے ایمان

کا امتحان لے رہا تھا۔

جو سچے اور پکے مسلمان ہوتے ہیں وہ قربانی سے متعلق واضح طور پر سمجھتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے چاروں کتب پڑھی ہوتی ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ حضرتِ عیسیٰ کے پیروکار ایسے مسلمان ہیں جنہوں نے پہلے کی طرح قربانی کرنا چھوڑ دی۔ کیوں؟، جو حقیقی مسلمان ہیں وہ جانتے ہیں کہ ماضی کی قربانیاں ایک حتمی قربانی کا عکس تھیں اور یہ وہ قربانی تھی جس کا ذکر سورۃ ال عمران ۳:۵۴-۵۵ میں ہوا ہے جسے خدا نے دُنیا کے سارے لوگوں کیلئے مہیا کرنا تھا خواہ وہ لوگ ماضی کے تھے، حال کے ہیں یا مستقبل میں ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کا ساری نسلِ اِنسانی کیلئے قربانی کرنا ہمیں یہ دِکھاتا ہے کہ وہ ہمیں کِتنا پیار کرتا اور ہمیں یقین دِلاتا ہے تاکہ ہم گناہ کی لعنت سے بالکل آزاد ہو جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ساری دُنیا کے لوگوں کی خاطر قربانی کیلئے

کیا استعمال کرے گا؟۔

قرآن کہتا ہے کہ حضرتِ عیسیٰ کی ولادت دُنیا کیلئے ایک نشان ہو گی۔ ساری نسلِ انسانی کے گناہوں کی خاطر قربانی کیلئے اُسے انتہائی پاک، بے عیب اور بڑی زوردار قربانی مہیّا کرنا تھی۔ ہم نے قرآن میں دیکھا کہ دُنیا میں پاک، مقدّس اور انتہائی قدرت والا لہو حضرتِ عیسیٰ کا ہی تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ عیسیٰ کے معصوم اور پاک لہو کو اس قربانی کیلئے استعمال کیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ ابراہیم کو جو کُچھ اُن کے وعدہ کیئے ہوئے بیٹے کے ساتھ کرنے سے منع فرمایا وہ اللہ تعالیٰ نے بذاتِ خود حضرتِ عیسیٰ کے ذریعے ہم سب کیلئے کیا۔ یہ محبت کا ایسا عمل تھا کہ جیسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی معصوم گنہگار کیلئے اپنی جان دے رہا ہو۔ حضرتِ عیسیٰ نے ہم سب کی سزا خود اپنے

اوپر لے لی۔اب آپ جان گئے ہیں کہ جو سچے اور حقیقی مسلمان ہوتے ہیں وہ اتنے عظیم لوگ کیوں ہوتے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمارا حق تھا (سزا) وہ ہمیں نہیں دیا۔انجیل شریف میں سورۃ الیوحنا ۱۵:۱۳ میں لکھا ہوا ہے،''اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کیلیے دے دے''۔حضرتِ عیسیٰ نے اپنی جان ہمارے لیئے قربان کردی۔

آپ بھی آج سچے اور حقیقی مسلمان بن سکتے ہیں۔آپ کو صرف یہ کرنا ہے کہ ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کیلیے حضرتِ عیسیٰ کے بطورِ عوضی ہونے کے ذریعے قربانی کا انتظام کر دیا ہے۔اب ٹھہرئے! ابھی سے اپنے ہاتھ دُعا کیلیے اُٹھالیں اور بڑی انکساری کیساتھ اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ میں تیری طرف سے

مہیا کی گئی قربانی پر ایمان لاتا ہوں اور شکر ادا کریں کہ اُس نے آپ کے گناہوں اور خطاؤں کی سزا حضرتِ عیسیٰ پر ڈال دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ آپ کے گناہ معاف فرمائے گا اور اس لعنت کو آپ سے دور کریگا۔ جب آپ اپنے گناہوں سے پاک ہو جائیں گے تب ہی آپ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حضوری میں ہونگے۔ اب آپ اپنی زندگی اس اطمینان میں گزار سکتے ہیں کہ مرنے کے بعد براہ راست اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤں گا تا کہ اُس کے ساتھ رہوں۔

ساری دُنیا میں رہنے والے لاتعداد حقیقی مسلمانوں کے تجربے سے یہ گواہی تحریر کی گئی ہے۔

فی امان اللہ

رابطہ کے لیئے

E-mail: ruh_allah@hotmail.com

فإن كنت في شك مما أنزلنا إليك فسئل الذين
يقرءون الكتب من قبلك لقد جاءك
الحق من ربك فلا تكونن من الممترين ٩٤
سورة يونس ١٠